قرآنِ مجید

ترجمہ: کنزالایمان

تفسیر: نورالعرفان

۱ سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ ۵

سورہ فاتحہ مکی ہے اور اس میں سات آیتیں ہیں

آیاتہا ۷ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | رکوعہا ۱

ـلـہ اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا ـلـہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ۝۱ الرَّحْمٰنِ

سب خوبیاں اللہ کو ـلـہ جو مالک سارے جہان والوں کو ـلـہ بہت مہربان

الرَّحِيْمِ ۙ۝۲ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۭ۝۳ اِيَّاكَ

رحمت والا روزِ جزا کا مالک ہم

نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۭ۝۴ اِهْدِنَا

تجھی کو پوجیں ـلـہ اور تجھی سے مدد چاہیں ہم کو

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ۝۵ صِرَاطَ الَّذِيْنَ

سیدھا راستہ چلا ـلـہ راستہ ان کا

اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ

جن پر تو نے احسان کیا نہ ان کا جن پر

عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝۷ ع

غضب ہوا ـلـہ اور نہ بہکے ہوؤں کا۔

ا۔ سورہ فاتحہ مکیہ بھی ہے مدنیہ بھی' اس سورۃ میں سات آیتیں ستائیس کلمے ایک سو چالیس حروف ہیں ۲۔ بسم اللہ الرحمٰن' جو بسم اللہ ہر سورت کے اول میں ہے' یہ پوری آیت ہے اور جو سورۃ نمل میں ہے وہ آیت کا جزو' خیال رہے کہ بسم اللہ ہر سورۃ کے اول نازل نہیں ہوئی بلکہ ایک جگہ نازل ہوئی پھر وہ مکرر کردی گئی تا کہ سورتوں میں فاصلہ ہو جائے اسی لئے بسم اللہ سورۃ کے اوپر امتیازی شان میں لکھی جاتی ہے آیات کی طرح ملا کر نہیں لکھتے۔ نیز امام جہری نمازوں میں بسم اللہ آواز سے نہیں پڑھتا' نیز حضرت جبریل جو پہلی وحی لائے' وہ واقرا بسم ربک الذی خلق ○ تھی اس میں بسم اللہ نہ تھی تراویح میں حافظ امام کو چاہیے کہ کسی سورۃ کے اول میں بسم اللہ آواز سے پڑھے اس سے معلوم ہوا کہ ہر اچھے کام کو بسم اللہ سے شروع کرنا چاہیے۔ حضرت سلیمان نے بلقیس کو خط لکھا تو اول بسم اللہ لکھی اس کی برکت سے انہیں ملکہ یمن اور ملک یمن عطا ہوئے' ہمارے حضور نے صلح حدیبیہ کی تحریر بسم اللہ سے شروع کی تو آپ کو فتح مکہ عطا ہوئی مگر ذبح پر صرف بسم اللہ اللہ اکبر کہے' کیونکہ قہر کے کام پر رب کی رحمت کا ذکر نہ کرے اسی لئے حضور کا نام ذبح پر نہیں لیا جاتا ۳۔ بسم اللہ کی "ب" استعانت کی ہے اور اس سے پہلے فعل پوشیدہ ہے اس کے معنی ہیں شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام کی مدد سے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا سے بھی مدد لینا جائز ہے تو اللہ کے رسول اور اس کے نیک بندوں سے بھی جائز ہے کہ وہ بھی اسم اللہ کی طرح اللہ کی ذات پر دلالت اور رہبری کرتے ہیں اس لئے قرآن نے حضور کو ذکر اللہ فرمایا ۴۔ اگر الحمد میں "الف لام" استغراقی ہو تو معنی وہ ہیں جو مترجم قدس سرہ نے فرمایا یعنی بلاواسطہ اور باواسطہ ہر حمد رب کی ہی ہے کیونکہ بندے کی تعریف درحقیقت اس کے بنانے والے کی تعریف ہے اور اگر لام عہدی ہو تو معنی یہ ہوں گے حمد مقبول وہ حمد ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے کی جاوے لہٰذا مشرکین و کفار خدا کی کیسی ہی حمد کریں نامقبول ہے کیونکہ وہ حضور کی تعلیم کے ماتحت نہیں۔ (روح البیان) ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ چیز کا خالق و مالک رب تعالیٰ ہی ہے مگر اسے اعلیٰ مخلوق کی طرف نسبت کرنا چاہیے لہٰذا یہ نہ کہا جائے اے ابوجہل کے رب بلکہ محمد رسول اللہ کے رب ۶۔ نعبد کے جمع فرمانے سے معلوم ہوا کہ نماز جماعت سے پڑھنی چاہیے اگر ایک کی قبول ہو سب کی قبول ہو ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ حقیقتاً مدد اللہ تعالیٰ کی ہے جیسے حقیقتاً حمد رب کی ہے خواہ واسطہ سے ہو یا بلاواسطہ خیال رہے کہ عبادت صرف اللہ کی ہے مدد لینا حقیقتاً اللہ سے مجازاً" اس کے بندوں سے اس فرق کی وجہ سے ان دو چیزوں کو علیحدہ جملوں میں ارشاد فرمایا' خیال رہے کہ عبادت اور مدد لینے میں فرق یہ ہے کہ مدد تو مجازی طور پر غیر خدا سے بھی حاصل کی جاتی ہے' رب فرماتا ہے انما ولیکم اللہ ورسولہ اور فرماتا ہے وتعاونوا علی البر والتقویٰ لیکن عبادت غیر خدا کی نہیں کی جا سکتی نہ حقیقتاً نہ حکماً' کیونکہ عبادت کے معنی ہیں کسی کو خالق یا خالق کی مثل مان کر اس کی بندگی یا اطاعت کرنا یہ غیر خدا کے لئے شرک ہے اگر عبادت کی طرح دوسرے سے استعانت بھی شرک ہوتی' تو یہاں یوں ارشاد ہوتا' ایاک نعبد و ایاک نستعین یہ بھی خیال رہے کہ دنیاوی یا دینی امور میں کبھی اسباب سے مدد لینا یہ درپردہ رب سے ہی مدد لینا ہے' بیمار کا حکیم کے پاس جانا مظلوم کا حاکم سے فریاد کرنا' گنہگار کا جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنا اس آیت کے خلاف نہیں' جیسے کسی بندہ کی تعریف کرنا الحمد للہ کے عموم کے خلاف نہیں کیونکہ وہ بھی حمد بھی باواسطہ رب ہی کی حمد ہے' یہ بھی خیال رہے کہ اللہ کے نیک بندے بعد وفات بھی مدد فرماتے ہیں' معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام نے پچاس نمازوں کی پانچ کرا دیں' اب بھی حضور کے نام کی برکت سے کافر کلمہ پڑھ کر مومن ہوتا ہے' لہٰذا صالحین سے ان کی وفات کے بعد بھی مدد مانگنا اس آیت کے خلاف نہیں ۸۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رب کی تمام نعمتوں سے اعلیٰ نعمت سیدھے راستے کی ہدایت ہے کہ ہر رکعت میں اس کی دعا کرائی گئی' دوسرے یہ کہ سیدھے راستہ کی پہچان یہ ہے کہ اس پر اولیاء اللہ اور صالحین ہوں کیونکہ وہی رب کے انعام والے بندے ہیں رب فرماتا ہے کونوا مع الصادقین اور وہ راستہ صرف مذہب اہل سنت ہے کہ اس میں اولیاء اللہ گزرے اور اب بھی ہیں' تیسرے یہ کہ ہدایت صرف اپنی کوشش سے نہیں ملتی' بلکہ رب کے کرم سے ملتی ہے نیز معلوم ہوا کہ